

کہا کہ اے خجستہ ان دو تین ضعیف جانوروں نے ہمت باندھی اور ایسے ہاتھی کو ہلاک کیا اور اپنا بدلہ لیا تو کیوں ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتی ہے ہم بھی دونوں شخص ہمت باندھیں گے تو کیا دخل ہے جو کام نہ ہو تو نے نہیں سنا ہمت کار ہمارو جو ڈھونڈ ہے گا سو پاؤں بگاڑی بی خوش ہو اب جا اور اُس سے مل خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاے اور اُسے گلے لگاے کہ اتنے میں پو پھی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا یہ فرد زبان پر لائی اور بے اختیار رو کر چلائی خراج

اس سحر کی دلا عداوت سے شام ہوتے نظر نہیں آتی۔

## پنیتیتو داستان بادشاہین کا موم کی شہزادی کا شوق ہونا اور اسے اپنے نکاح میں لاکر شادی کرنا

جب صبح چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ آنکھیں سرخ رنگ زرد ہونٹ نیلے پریشان چاک گر بیان آہ سر و کپڑے میلے سو گواروں کی صورت بنائے ہوئے طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں نے اکثر بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ ایک شخص نے کسی دانے سے جاکر پوچھا کہ عشق کیا چیز ہے تب اُس نے کہا کہ عشق کو مانک الموت کہتے ہیں اور جاننے والے اُس کو آفتِ ناگہانی سمجھتے ہیں۔

عشق جس کے تنہیں ستا ہے ماوہ بیچارہ جہان سے جاتا ہے، اور میرا بھی احوال اس کم بخت نے یہاں تک پہنچایا ہے کہ جی ہی جانتا ہے اب یہ دل میں آتا ہے کہ اس کو موقوف کروں اور صبر کر کے بیٹھ رہوں مثل مشہور ہے کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے لٹے کان، طوطا کہنے لگا کہ اے خجستہ کہنے سے اور کرنے سے بڑا فرق ہے یہ کیا کہتی ہے عاشق کو صبر سے کیا نسبت اور بیمار کو آہ و زاری سے کب فرصت فرما جائے عشق کا تیرکاری لگے، اُسے زندگی جگ میں بھاری لگے، اگر عاشق و معشوق رہتا تو کوئی کسی پر نہ مڑتا اور وہ بھی بادشاہزادی اپنا بیاہ نہ کرتی کس واسطے کہ وہ ایک مدت تک مروجے نام سے بیزار تھی۔ آخر بے شوہر نہ رہ سکی اور خیم کر بیٹھی خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی داستان کیوں کر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں چین کا بادشاہ نہایت عمدہ تھا۔ اور ایک وزیر بھی عقلمند و حکمت تھا اتفاقاً وہ ایک دن اپنے محل میں بے خبر سونا نقلانے میں اُسکے وزیر کو کچھ ایسی کارِ مملکت میں مصلحت کرنی ضرور تھی کہ آنکھ اُس نے بادشاہ کو مبدار کیا اور وہ چمکتے ہی سمجھ گھینچ کر اُس کے پیچھے پڑا اور وہ اُس کے آگے سے بھاگ کر کسی گھر میں جا کر چھپ رہا کہ بادشاہ طلبش میں بھرا ہوا اپنے تخت پر جا بیٹھا اور مونسچھوں پر تاؤ دینے لگا اور ہاتھ زانو پر مارتا تھا اور جامہ گئے کا بھاڑتا تھا

یہ اختیار ہو جو کر غل مجانا تھا ارکان دولت نے عرض کی جہاں پناہ آپ کو کیا ہوا ہے ان خاندانوں کو کچھ معلوم نہیں ہوتا اور وزیر نے ایسی کیا تفسیر کی ہے کہ جس کے واسطے قبلہ عالم نے اتنی تکلیف کھینچی کچھ ارشاد ہوتا کہ ہم بھی اُس بے ادبی سے باز رہیں اور نمک حلائی پر کر بانڈیں تب بادشاہ نے ان پر رحم کھا یا اور یہ فرمایا کہ سبحانی میں ابھی سوتے سوتے کیا خواب دیکھنا ہوں کہ میں کسی بادشاہت میں گیا ہوں اور وہاں کی شہزادی سے اختلاط کرتا ہوں وہ کبھی میرے ہاتھ کی بلایں لیتی ہے اور کبھی میں اپنے پاؤں پر سر رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ حظ دنیاوی اٹھاؤں اتنے میں اُس وزیر کی سخت نے مجھے اگر خواہ مخواہ جگا دیا اور زندگی سے بے مزہ کیا اس بات کو سنکر انہوں نے عرض کی کہ خداوند شہزادی کسی پر مائل ہے تب بادشاہ نے ایک آہ کھینچی اور یہ قطعہ پڑھا

تعلق سے چھڑا دے شاہ کر دے، ما آہلی اب مجھے آزاد کر دے، ما میرے شیریں ہن کو کچھ نہ پوچھو، جسے چاہے اُسے فرما کر دے، اتفاقاً اُن وزیر دل میں ایک زبرد جو کہ کارِ مقوری خوب جانتا تھا۔ اُسے بموجب فرمائش بادشاہ کے اُس شہزادی کے شکل کی موافق تصویر کھینچی اور آپ ایک گندگاہ میں جا بیٹھا اور جو کوئی ادھر سے ادھر سے مسافر و مردراز کے راستے سے آتا تھا تو یہ اس سے یہی پوچھتا تھا کہ تو نے اس صورت کی صورت کہیں دیکھی ہے تو مجھے خبر ہے یا سنی ہو تو کہہ دے۔ پر کوئی شخص اُس کا جواب نہ دیتا تھا اتفاقاً بعد ایک مدت کے کسی طرف سے ایک سیاح وہاں آسکا اور اُس کے پاس بیٹھ کر کچھ ناشنا کرنے لگا۔ جب اُس وزیر نے اُسے وہ تصویر دکھائی اور یہ بات کہی کہ اے سیاح سچ کہہ کہ تو نے کہیں اس شکل کی زندگی دیکھی ہے تب اُس درویش نے کہا بابا اس سے میں خوب واقف ہوں یہ روم کی شہزادی ہے باوجود اس حسن کے آج تک اُس نے کسی شوہر کو نہیں کیا بلکہ مرد کے نام سے خفا ہوتی ہے تب اُس وزیر نے پوچھا کہ وہ کس واسطے خاناہ داری نہیں کرتی تب اُس نے کہا میں اس بات کو خوب جانتا ہوں وہ یہ سبب ہے کہ کسی وقت وہ شاہزادی بارہوی میں بیٹھی ہوئی ایک باغ کی سیر کرتی تھی اور اُس باغ میں ایک طاؤس کے جوڑے نے کسی درخت پر انڈے دیئے تھے اور اسلحیں ملے ہوئے اُن انڈوں کو سے رہے تھے۔ اتنے میں اُس گھلتا میں آگ لگی یہاں تک کہ تمام درخت و گل جل گئے۔ اُس طاؤس کو آگ کی برداشت نہ رہی تب ناچار بارہ کو چھوڑ کر آپ اُس اشیاء سے پرواز کر گیا اور اُسکی مورنی نے ہر چند کہاں سے مور اس وقت مجھے اس آفت میں نہ چھوڑا کہ تو میری الفت سے نہیں ہتا تو ان انڈوں پر بھی رحم نہیں کرتا اُس نے ہرگز اُس کا کہنا نہ مانا اور وہاں سے اڑ ہی گیا مورنی اسے محبت کے اُن انڈوں پر

# تصویر شاہزادی روم اور فضا اور جوڑا دس ایک درخت پر اُنکے سینا



سے نہ اٹھی اور میں مل کر راکھ ہو گئی شاہزادی نے جس روز سے یہ بیوفائی نہ کی دیکھی ہے اُس دن سے حال  
مرد سے نفرت کرتی ہے اور مرد کا نام بھی نہیں لیتی وزیر اس بات کے سننے ہی نہایت خوش ہوا اور جا کر  
اپنے بادشاہ سے عرض کرنے لگا کہ جہاں پناہ نے جس شہزادی کو خواب میں دیکھا تھا اور میں اُسکی تصویر کاغذ  
پر کھینچ کر برسرِ راہ بیٹھ رہا تھا جو کوئی اُدھر سے گزرتا تھا میں اُسے یہ تصویر دکھاتا تھا اور اُسکا نشان  
پوچھتا تھا بے آج ایک فقیر سیاح کہیں سے آیا ہیں لے یہ تصویر اُسے دکھائی اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ  
یہ تصویر شاہزادی روم کی ہے بادشاہ اس مزد سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا لے وزیر آج ہی کسی آدمی  
کو شہر روم میں بھیج کہ وہ اس ملکہ کی جواب نگاری کرے وزیر نے جناب بادشاہ میں عرض کی اگر حکم ہو  
تو میں جاؤں اور تصویر خاوند کی اُسے دکھاؤں جس صورت سے آپ اُسکی صورت خواب میں دیکھ کر  
عاشق ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح ظاہر آپ کی تصویر دیکھ کر آشفہ ہو آخر کار وزیر حضور سے رخصت ہوا  
اور اُس ملک میں پہنچا اور اپنے تئیں مسطوروں میں مشہور کیا یہ خبر اُس ملکہ کو پہنچی کہ ایک مسطور تھا اُسے  
شہر میں لاثانی آیا ہے کہ نہ ایسا دیکھا ہے نہ سنا تھا شہزادی نے کہا کہ اُس کو ہم اُسے پاس لے آؤ کہ  
وہ ہم سے محل میں کچھ نقش و نگار کرے اور عیسیٰ تصویریں اُسکا جی چاہے ویسی کھینچے حاصل کلام وزیر  
اُسکے محل میں گیا اور اپنے بادشاہ کی تصویر میں فنکار گاہ اُسکے محل میں کھینچی شہزادی نے جو نقش و نگار

اور تصویرات کو دیکھا تو متعجب ہو کر کہنے لگی یہ تصویر کس کی ہے اور یہ کس کی جگہ ہے اُس نے عرض کی کہ  
 لے بادشاہزادی یہ تصویر چین کے بادشاہ کی ہے اور یہ شکار گاہ اُس کے رہنے کے مشابہ ہے اور یہ جالور  
 اور یہ ہرن اور بچے ہرن کے انہیں چمکول کی سیئت رکھتے ہیں۔ ایک دن بادشاہ اپنے بالا خانہ پر بیٹھا  
 ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا اتنے میں ایک طرف سے ایسا سیلاب آیا کہ بس اتفاقاً ایک جوڑا ہرن کا اپنے  
 بچوں کو لئے کسی درخت کے نیچے بیٹھا تھا سبیل کو دیکھتے ہی ہرنی اپنی جان کی دہشت سے بچوں  
 سمیت ہرن کو چھوڑ بے دردوں کی طرح بھاگی ہرن نے اُسے ہر چند پکارا اسے ہرنی یہ بے دفاعی  
 کا وقت نہیں ایک دم ٹھہر بچے مت چھوڑ اور ان بچوں پر رحم کر ان سے منہ نہ موڑ اُس نے یہ  
 بات ہرن کی نہ سنی اور کیا جانئے آپ کہاں گئی۔ اور وہ ہرن مائے الفت کے اپنے بچوں سے  
 جدا نہ ہوا آخر اسی سبیل میں بچوں سمیت ڈوب گیا اسے ملکہ جس روز سے بادشاہ نے یہ بے موتی  
 مادہ کی دیکھی ہے اُسی دن سے اپنی شادی نہیں کرتا۔ بلکہ عورت کے نام سے سو سو کوس بھاگتا ہے  
 ملکہ نے جو یہ بات سنی تو قہقہہ فغفور کا اپنے ہی مطابق جانا اور کہا کہ اے مقصور احوال میرا اور اُس  
 کا یکساں ہے کیونکہ میں نے مور کو میرحم دیکھا اس واسطے مرد سے ہاتھ اٹھایا اُس نے ہرنی کو بیدار  
 سمجھ عورت سے کنارہ کیا اگر ہماری شادی اُس کے ساتھ ہو تو کیا عجب ہو آخر کار دوسرے دن  
 شاہزادی نے اپنا دکیل اُس کے پاس بھیجا اور اپنا نکاح کرنے پر راضی ہوئی طہی نے جب یہ  
 کہانی تمام کی محبت سے کہا ہے بی بی تو کہتی ہے کہ میں اُس سے دوستی ترک کر دوں گی۔ یہ بات کسی  
 سے ہو سکتی تو وہ ملکہ اپنی شادی چین کے بادشاہ سے نہ کرتی خیر اُس سخن سے ہاتھ اٹھائیے اور  
 اپنے معشوق سے محبت عیش گرم کجئے محبت نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے چاہنے والے  
 اور اُسے گلے لگائے اتنے میں گجر بجا اور مرغ بولا۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ  
 بہت بڑھی اور بے تحاشا رونے لگی ۷۷ کا شش کے رات جی کل جاتا، اور اس سحر کو خدا نہ  
 دکھلاتا ۷۷

پھتیسواں دوستی گدے اور بارہ سنگے کی اور گرفتار ہونا دونوں کا باغبان کے ہاتھ سے

جب سورج چھپا اور چاند نکلا محبت نے پتلی کمر بازو اٹھ کر بن نرم لب قد و قامت سرو کا سا۔ گول  
 سُر بن چمکتی رانیں سنہری سابق بلوریں اشنیا میں آئی ہوئی حسن قد و قامت آفت کا کھڑا تمام  
 قیامت کرے جس کو جھک کر سلام، مٹوٹے کے پاس رخصت لینے کو آئی اور کہنے لگی۔ اے

طوطے میں نے بارہا صاحبِ حرموں کی زبان سے سنا ہے کہ عبدالعزیز نام ایک بادشاہ نہ شب کو سوتا تھا نہ دن کو آرام کرتا تھا کسی شخص نے پوچھا کہ جہاں پناہ کیا سبب ہے کہ نہ شب کو سوتے ہو نہ دن کو آرام کرتے ہو اُس نے کہا اے عزیز اگر شب کو سوؤں تو عبادتِ خدا نہ ہو سکے اور اگر دن کو آرام کروں تو رعیتِ تباہ ہو جائے اس واسطے میں نے سونا شب و روز کا اپنے اوپر حرام کیا ہے یہی حال میرا ہوا ہے اور اسی اندیشہ میں پڑی رہتی ہوں اگر بارے کے پاس جاؤں تو خداوند سے ہاتھ اٹھاؤں اور اگر خداوند کے گھر رہوں تو یار کی دوستی سے باز آؤں اس سے بہتر یہی ہے کہ ان دونوں سے کنارہ کروں اور آبرو اور عصمت سے ایک گوشے میں بیٹھ رہوں یہ دورنگی چھوٹے سے یک رنگ ہو جائے، لہذا ہر سوم ہر پانچ ہو جائے یہ سنتے ہی طوطا ایک قہقہہ مار کر مہنسا اور کہنے لگا اے غمخیز حرمِ دولت و ہونہر ہستی ہے کیا خوب ہر ایک چیز کا ایک وقت ہے مثنیٰ بی بی مثلِ مشہور ہے جب لالہ لگی تب لالچ کہاں سے سودا ہوئے عاشق کیا پاس آبرو کا امتنا ہے اے دلہانے جب دل دیا تو پھر کیا اے بی بی اب کیا سوچتی ہے خیر تیرا کلام بھی اُس دروازہ گوش کی طرح ہوا کہ بے محل کا اٹھا اور آپ بکڑا گیا غمخیز نے پوچھا اسکی نقل کیونکر ہے یا نیکو۔ حکایت طوطا کہنے لگا کہ کہنے والوں نے یوں کہہ دیے کہ کسی وقت میں ایک گدہ کسی بارہ سنگے سے دوستی رکھتا تھا اور وہ دونوں ایک ہی جگہ میں چرا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی رات دونوں مل کر بہار کے موسم میں کسی باغ میں چرنے گئے جب پیٹ بھر چکا تب گدہ بارہ سنگے سے کہنے لگا اے بھائی اب جی ہا ہتا ہے کہ دل کھول کر کھائیے اور خوشی کیجئے کیونکہ یاد بہار سے مغز معطر ہو رہا ہے اور چوائے سرور نے دل کو سرور بخشا ہے یہ سن کر گوزن کہنے لگا کیا خوب یہ وہی بات ہے کہ گدھے کو خشک بھائی اپنی فکر کر اور اگر کچھ کہتا ہے تو اپنے پالان اور دھوئی کے باندھنے کا کہہ یہ کیا بکتا ہے۔ یقین جان کہ کوئی آواز تیری آواز سے بدتر نہیں۔ گدھے کو گانے سے کیا کام اس باغ میں ہم تم چوری سے آئے ہیں اگر تو اس وقت ملہا رکائے گا تو باغبان چونک اٹھے گا اور کتنے لوگوں کو بھی پکارے گا تو پھر تو آپ بھی باندھا جائیگا اور مجھے بھی تھکاو لیگا۔ یہ بھی دیکھا ہی فصد ہے کہ جیسا اُن چوروں نے نادانی سے مدد اٹھایا اور کپڑے گئے۔

نقل سنا ہے کہ کسی شب کو کئی چور باہم ہو کر ایک دولت مند کے گھر چوری کرنے گئے اُس کے مکان دلچسپ میں ایک قراہ شراب سے بھرا ہوا پالہ آسمیں کہنے لگے اب جو ہوگی سو ہو بال فعل اس جگہ شراب پیجئے تاکہ چوری کا وقت بھی قریب پہنچے بعد اُسکے اسبابِ موافق اپنی بار برداری کے چرائیے اور گھر جا کر اُس اسبابِ زد دی کو غنیمت سمجھئے یہ بات ٹھہرا کر آدھی رات تک

بیخواری کیا کئے اور خوش خوش جو ہیں نشہ میں آکر غوغا کرنے لگے اور اسباب چلنے لگے عرض عالم نشہ میں جوری کچھ کرتے تھے اور کچھ باندھتے تھے۔ اتنے میں صاحب خانہ چونکا اور اپنے لوگوں کو جمع کر کے اُن سبھلوں کو باندھ لیا۔ پھر دراز گوش نے کہا استغفر اللہ تو کیا جانتا ہے میں شہر کا رہنے والا ہوں گانے پر مڑتا ہوں اور تو بیچارہ جنگلی اس منہ سے کیا واقف جو کچھ ہو میں گیت گانوں کا تجھے سننے سے کیا فائدہ ہوگا باوجود اس حکایت سننے کے گدھے نے اُس کا کہنا نہ مانا اور منہ آسمان کی طرف پسار کر ملارے تال گانے لگا۔ اتنے میں باغبان چونکا اور کئی شخصوں کو بلوا کر اُن دونوں کو چوبیجا کیا۔ طوطے نے یہ کہانی تمام کی اور کہا اے کدبانو جو کوئی وقت کے موافق کام نہیں کرنا سو تصویر گدھے اور دراز گوش کی اور گدھے کا آسمان کی طرف منہ اٹھا کر الاپنا اور باغبان کا چونکنا اور اُن دونوں کو چوبیجا کرنا



بھی دیکھتا ہے۔ بی بی لازم ہے کہ ہر کوئی ہر ایک وقت کو دریافت کرتا رہے بہتر یہی ہے کہ اب جا اور اپنے اس ناامید کی امید بر لا جستہ نے یہ سننے ہی چاہا کہ اپنے تنیں اُس کے پاس پہنچائے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ راجانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب اُس نے یہ بیت پڑھی اور رونے لگی فرح اس مہجین سے میرے مجھے کیوں جدا کیا مالے

صبح کیلئے عویسہ بستم تو نے کیا کیا :-

سینتیسویں داستان عاشق ہوا ایک شاہ کا شاہ روم کی لڑکی پر اور حکم قتل دینا اسکی لڑکی کو

جب آفتاب چھپا اور ہاتھاب نکلا جھستہ یاس سے بھری ہوئی رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں ہر ایک شب تیرے پاس آتی ہوں اور احوال اپنی بریقاری کا سناتی ہوں۔ پر کچھ نمک کا حق ادا نہیں کرتا اور مجھے ٹھنڈے جی سے رخصت نہیں کرنا لے واسے نفیب سرا باھی کہتی ہوں جناب حق میں ڈرتے ڈرتے مدت گزری دعائیں کرتے کرتے، قدرت ہے اُسی کو یہ کہ مجھ سا محروم مامنے یار کا دیکھ لیوے میرے مرتے اور اس قدر نمک میرے دل ریش پر مت چھڑک اور اتنا مجھ ستائی ہوئی کو نہ تھا۔ لازم ہے کہ اب رخصت سے طوطا کہنے لگا کہ نختہ آج کی شب جس طرح سے بنے اُس طرح سے جا اور اپنے معشوق کو گلے لگا ابیات جہاں کے ہو ہیں ہیں سبھی کاروبار ماوے حاصل عمر ہے وصل یار ایش و روزنی ل کے باہم شراب امہ و مہر کو رشک کر کر کباب اگر سوائے میرے اس احوال سے اور کوئی آگاہ ہو تو تو بھی ویسی ہی تدبیر کرنا۔ جیسے روم کی شہزادی نے ساتھ اُس پاکدامنی کے کی تھی کہ بالونے پچھا کہ اسکی حکایت کیونکر ہے :-

حکایت طوطا کہنے لگا ایک بادشاہ روم کی بادشاہت کے قریب تھا تھا اتفاقاً الیکن اُس کے وزیر نے کہا اے جہاں پناہ روم کا بادشاہ ایسی ایک لڑکی کو بغور رکھتا ہے قریب طرح کا نور ہے جانقرا، مہر و بر و جس کے ہوشاک رہا، اگر وہ اپنی بیٹی جناب عالم پناہ کو بیاہے تو کیا خوب ہو۔ بادشاہ نے وزیر کے ہسی سخن کو سنکر نہایت پسند کیا اور ایک ایچی کے ہاتھ مع سوفات اُس لڑکی کی طلب کا پیغام روم کے بادشاہ کو بھیجا جس وقت اُس نامہ برنے یہ پیغام پہنچا یا اور اُس بادشاہ سے جا کر کہا اُسی وقت وہ ایچی پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ لے نامہ بر تیرے بادشاہ نے مجھ کو کیا سمجھا ہوا اس ڈھب کا پیغام بھیجا اگر میں اپنی بات پر آتا ہوں تو اُس کی سلطنت خاک میں ملاتا ہوں تجھے کیا کہوں دور ہو سامنے سے بہتر یہی کہ پھر ادھر منہ نہ کرنا خبردار خبر اسی میں ہے۔ وہ بیچارہ اُسکی خفگی سے تھرا گیا اور وہاں سے ناامید پھر احسن اُسے دیکھ غصہ میں یہ ڈر گیا، کہے تو جیتے ہی جی مر گیا۔ اُسی طرح پچھلے پاؤں بھاگ کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا اور دہل کی واردات بیان کرنے لگا یہ بات بادشاہ کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی اُسی گھڑی ایک فوج قہار اپنے ہمراہ لیکر چڑھ گیا اور اُسکے ملک کو ایک آن میں تاخت و تاراج کیا۔

تصویر اسجگہ کی کہ بادشاہ روم نے اپنی لڑکی اُس سے بیاہ بھی کر لیا اور اسی معصوم ہوا ہے



جب وہ تنگ آیا ناچار اپنی لڑکی بیاہ دی اور اُس لڑکی کو خاوند کے ساتھ رخصت کیا عرض وہ بادشاہ اُس شاہزادی کو لیکر اپنے شہر گیا اور اُس سے عیش و عشرت کرنے لگا بعد کتنے دنوں کے شہزادی اپنے بیٹے کی جدائی سے کہ پہلے خاوند سے ایک لڑکا لکھتی تھی اور اُس کو نانا پاس چھوڑ آئی تھی۔ بن دیکھے اُس کے بیقرار ہوئی اور رونے لگی اور بہت غم کرنے لگی۔ آخر یہ بات اپنے جی میں ٹھہرائی کہ کسی بہانہ سے اس کو اپنے پاس بلو ایسے اسی خیال میں رہتی تھی کہ اتنے میں بادشاہ نے اُسے ایک ڈیوہر کا نہایت بیش قیمت بھرا ہوا دید تبا اُس نے تجویز کی کہ اب اس بہانے سے بادشاہ کے روبرو ذکر کر کے لٹکے کو بلو ایسے تب بادشاہ سے کہنے لگی کہ آپ نے سنا ہوگا کہ میرے باپ کے پاس ایک ایسا غلام عقلمند ہے۔ دانا جو ہر شئ اس کے تعریف سے باہر ہے وہ عجیب و ہنر جو ہر کا خوب جانتا ہے اگر وہ اس وقت یہاں ہوتا تو اس جہیز کو دریافت کرتا اور اچھا بچا پہچان دیتا بادشاہ نے کہا کہ اگر اُس غلام کو تیرے پاسے مانگوں تو وہ مجھے دے یا نہ دے کہا باباجان نے اسکو

بچپن سے فرزند کی طرح پرورش کیا ہے اگر تم کو اس کی تمنا ہے اور اُسے بلوانا منظور ہے تو ایک سوداگر اُس  
اپنی طرف سے بھیجوں اور کچھ اپنی نشانی و دل اور بہتری کا امیدوار اُس لڑکے کو کروں تو اس سبب سے  
شاید جہاں پناہ اُسے بھیج دیں اور وہ بھی خوشی سے آئے چنانچہ بادشاہ نے اُسکے کہنے کے بموجب ایک  
سوداگر نہایت مالدار کو واسطے تجارت کے روم کی طرف بھیجا جس وقت وہ تاجر بادشاہ سے بموجب فرمانے  
کے مال و اسباب واسطے سواگری کے لیکر چلا اُس وقت شہزادی نے بادشاہ سے چھپ کر کھیلنے سواگر  
وہ لڑکا غلام نہیں ہے میرا بیٹا ہے ایک خط میرا اُسے دیکھو اور بادشاہ روم سے میرا پیغام کہو کہ  
میں لڑکے کی جدائی سے نہایت غم میں ہوں بہانے سے غلام کے اُس کو بھیج دو جب تیرے ساتھ آئے  
بخوبی لے آؤ لگے یہ پردہ نہ کھلیو آخر کار وہ سوداگر گنیا اور کتنے دن کے بعد اُس لڑکے کو لے آیا اور  
اُس بادشاہ کے حوالے کیا۔ بادشاہ نے جو اُس لڑکے کو خوبصورت اور ہنرمند پایا تو نہایت خوش ہوا  
اور اُس تاجر کو ایک خلعت فاخرہ بخشا اور اُس غلام کو اپنے پاس رکھا اور مال اُسکی اُسے دور سے  
دیکھ لیتی اور اُس کے سلام پیام سے اپنا جی خوش کرتی اتفاقاً ایک دن بادشاہ لشکار کھیلنے گیا اور شہزادی  
نے فرمت پا کر اُس لڑکے کو محل میں بلوا کر اپنے گئے لگایا اور اُس کا سر اور منہ چھوا اور گزشتہ جدائی  
تصویر سوداگر کا شاہزادی کے لڑکے کو روم سے لا کر بادشاہ کے حوالہ کرتا



کا غم اپنا اُس سے کہا یہ خبر تیرا دل سے اسی طرحی بادشاہ کو پہنچائی کہ آج شہزادی نے جہاں  
پناہ کے پیچھے اُس غلام کو محل میں طلب کیا اور اپنے باہر بھلا دیا یہ خبر دست اتر سنے ہی بادشاہ

نہایت اپنے جی میں آزدہ ہوا اور کہنے لگا ایسی عورت سے ڈریے کہ دیدے پر دیوار بناتی ہے۔ مگر  
 کر کے اپنے بار کو دم سے بلایا ہے۔ اللہ رکے کلیجہ پھر آپ جلدہ شکار گاہ سے محل میں داخل ہوا اور  
 ایک کرسی جو اہرنگا ریر متفکر ہو کر بیٹھ رہا اس حالت میں شہزادی نے جو بادشاہ کو دیکھا تو اپنے  
 فہم سے دریافت کیا اور کہا کہ آج مزاج مبارک پر طلال معلوم ہوتا ہے یہ کیا سبب ہے تب  
 بادشاہ نے کہا کیا خوب تم اپنے محشوق کو روم سے بلوا کر ہم بستر ہو اور مجھ سے بے وفائی کر دے یہ کیا  
 شوخی اور بے شرمی ہے چاہتا تھا کہ اُسے ہلاک کرے پر عاشق محشوق کو کلب مار سکے پھر اپنے  
 جی میں کہنے لگا کہ بی بی کے بدلے غلام کو مارے یہ ٹھیکر ایک جلاؤ کو اشارہ کیا اور کہا کہ اسی  
 گھر ہی اس کے سر کو جدا کر یہ سنتے ہی اُس لڑکے کو جلاؤ نے پکڑا اور قتل گاہ میں بٹھلا کر پوچھا کہ  
 اے اجل گرفتہ تو جانتا تھا کہ بادشاہ کی بیگم ہے اس سے دوستی کر لگا تو کیونکر بچوں گا اور تیرا قدم  
 کیونکر بڑھا جو تو محل بادشاہی میں گیا اُس نے کہا تو ایسی بات نہ کہہ وہ میری سنگی ماں ہے جب  
 میرا باپ فوت ہوا تب اُس نے اسے شوہر کیا اور ماں سے شرم کے میرا احوال اُس سے نہ کہا میں  
 جھوٹ نہ کہوں گا یا راجھوڑ بیت قابو میں ہوں میں تیرے گواہ جیسا تو پھر کیا خجرتے کسی  
 نے ٹلک دم لیا تو پھر کیا اس بات کے سنتے ہی جلاؤ کو رحم آیا اور اُس سے قتل سے باز رہا  
 اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ بات بادشاہ پر کھلی کہ وہ اُس کا بیٹا ہے تو نے کیوں مارا اور  
 شاہزادی کی خاطر اُس لڑکے کو مجھ سے وہ طلب کرے اور میں اُس کو اُس کے پاس جیتا نہ پہنچاؤں  
 گا تو میں بھی اسی طرح دوسرے کے ہاتھ سے مارا جاؤں گا۔ اسی اندیشہ کو دل میں جگہ سے  
 کر بادشاہ سے عرض کی جہاں پناہ سلامت اُس کشتنی کو وہاں جا کے ماروں گا جہاں پانی  
 کا نام بھی نہ ہو گا عرض اس یہاں سے وہ اُس کو بادشاہ سے لے کر اپنے گھر گیا اور چھپا  
 رکھا بعد دو دن کے بادشاہ کی جناب میں آکر عرض کی عالم پناہ سلامت اُس کا سر قدم مبارک  
 پر نہ مل سکا بارے اس بات کے سنتے ہی تھوڑی سی آتش غضب بادشاہ کی ٹھنڈی ہوئی  
 پر شاہزادی کا اعتبار اٹھ گیا اور اُس کی کوکھ میں اور بھی محبت کی آگ بجھ کر کی حسن  
 کلیجہ پکڑ ماں تو بس رہ گئی اکل کی طرح سے بیکیس رہ گئی، بے اختیار ہو کر جی سے کہنے لگی  
 یہ کیا ہوا ادھر بیٹا ہوا ادھر غاؤں دھوٹا قنائے کار ایک دن ایک بڑھیا جو اُس کے  
 محل میں رہتی تھی۔ اُس نے پوچھا اے بی بی اس جوانی پر یہ کس کا غم کھاتی ہے جو اس  
 طرح سے آٹھویں پھر مسند پر منہ ڈھانپ کے پڑی رہتی ہے تب اُس نے سارا احوال اُس سے

کہا کہ یہ کیا ماجرا مجھ پر گزرا اُس نے عرض کی اے شہزادی حاضر جمع رکھ میں ایک بہانے سے تیرے  
بادشاہ کو تنہا پر مہربان کر دوں گی اور محل میں لے آؤ گی شہزادی نے کہا اے اور مہربان اگر اس درد  
کی دہا کر سکی تو میں تیرے دامن و جیب کو جاہر سے بھر دیتی آؤ کار ایک دن اُسی پیر زال نے بادشاہ  
کو تنہا دیکھ کر پوچھا اے شہنشاہ میں تجھے کچھ اور دنوں سے آج و بلا دیکھتی ہوں کیوں داری جاؤں  
خیر تو ہے بیت تجھے نہت رکھے خوش مر کر دو کار، تری اس جوانی پہ بڑھیا نثار ما بادشاہ نے  
کہا اے لانا نکٹ بخت ہیں وہ دروہے دربان رکھتا ہوں کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا چنانچہ وہ  
دروہہ ہے کہ شہزادی نے روم سے اُس کو بلایا کہ جس پر عاشقی ہوئی تھی اور میں نے اُسے قتل کیا  
پر شہزادی کو نہیں مار سکتا خدا جانے یہ بات جھوٹ ہے یا سچ۔ اور وہ میری معشوقہ ہے اگر بے  
تعمیہ مار ڈالوں اور پھر جھوٹ نکالے تو بدنامی اور جی کی بے قراری غلام ہو یہ عقدہ باعث  
دل بستگی میری کا ہے یہ بات سنتے ہی وہ پیر زال کہنے لگی کہ بادشاہ سلامت تم اس کی فک  
نہ کرو میرے پاس ایک ایسا تعویذ ہے کہ اُسکو سوتے کی چھاتی پر رکھ دو وہ اپنا سب جی کا  
احوال خود بخود کہہ دے سو وہ نقش میں نہیں لکھتی ہوں تم شہزادی کے سینے پر دھر دیکھو  
اُس کے جی میں جو ہو گا سو سب آپ سے آپ کہہ دیگی بادشاہ نے کہا کہ تعویذ جلد لا۔ بڑھیا نے وہ  
تعویذ اُسی گھڑی بادشاہ کو لاد با اور آپ شہزادی کے پاس جا کر کہا کہ آج تو سر شام سے جھوٹ بوٹ  
سورہیو اے نلکہ جس وقت بادشاہ تیری چھاتی پر تعویذ کو رکھے تو اُس وقت سوتوں کی طرح سے  
جو تیرا احوال ٹھیک ہو سو بخوبی کہہ دینا حاصل کلام جب پہر رات گئی۔ بادشاہ نے اُس نقش کو  
بادشاہزادی کے سینے پر جو نہی رکھا وہی اُس نے اپنے خاوند سے پہلے خاوند کا اور اُس لڑکے  
کا احوال ایک ایک کہہ دیا بادشاہ نے جو یہ بات سنی اُسے جگا کر نہایت مہربانی کی اور سینے سے  
لگا کر شہزادی سے کہا جانی کس واسطے یہ راز پہلے ہی مجھ سے نہ کہا وہ گمراہ بولی میں نے کوئی بات  
چھپائی ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ تیرا سکا بیٹا تھا۔ تو نے غلام کیوں بتلایا تب اُس نے آنکھیں نیچی  
کر کے عرض کی کہ مجھے شرم معلوم ہوتی ہے کہتی کیونکہ یہ سنتے ہی بادشاہ نے اُسی گھڑی اُس جلد  
کو بلا کر کہا کہ جلدی اُس لڑکے کو میرے پاس لے آ کر مار ڈالا ہے تو اُس کی گود کہاں ہے بتلا۔ اُس  
نے کہا جہاں پناہ میں نے اُسے نالہ نہیں مارا وہ خدا کے فضل سے جیتا جاگتا موجود ہے یہ  
بات سنتے ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت لڑکے کو بلوا کر اُس کی ماں کے حوالے کیا  
اُس ناامید نے لڑکے کو گود میں لے کر درگاہ الہی میں سجدہ شکر ادا کیا طوطے نے یہ کہانی

تمام کر کے کہا۔ اے کدبانو اگر تجھ کو بھی کوئی کام مشکل پڑے تو تو بھی اسی طرح سے بیان کرنا خیر اب جا اور اپنے معشوق سے مل تجھ نے یہ سنتے ہی چا اکر اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچا دے اتنے میں پوچھتی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھی اور سونے لگی۔ اے سحر یہ یقین ہو ا مجھ کو وصل کی شب میں اب نہ دیکھوں گی

## اڑتیسویں داستان آنا میمون کا گھر میں اور مارا جانا حجتہ کا

اتنے میں میمون شوہر اُس کا سفر سے آیا اور مینا کے بچے کو خالی دیکھ کر کہنے لگا کہ میری مینا کہاں آڑ گئی تجھ سے کہنے بھی نہ پائی تھی کڑھوٹے نے عرض کی پیرد مرشد ہماری بندگی لیجئے اور آپ راہر تشریف لائیے اور ہم جو کچھ کہیں آپ اُس پر دھیان لگائیے احوال مینا اور بی بی تجھ سے پوچھیے میمون نے کہا کیا کہتا ہے طوطا یو لاینا کو آپ کی بیگم صاحبہ نے گردن مروڑ کے یا رکھوا سٹے مار ڈالا اور مجھے بھی وہی راہ دکھایا چاہتی تھیں۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک تدبیر سے اپنی جان اور آپ کی بی بی کی عصمت بچائی وہ بیجاری خیر خواہی سے نثار ہو گئی۔ کس واسطے کہ آپ کی بی بی صاحبہ نے ایک جوان یا رکھوا اور اُس کے پاس جانا چاہتی تھیں۔ اُس نے بے تامل نصیحت کر کے منع کیا۔ اس واسطے وہ ماری گئی میں نے حکایت اور داستان میں آج تک لگا رکھا۔ اپنی جان بھی بچائی اور اُسکو بھی جانے نہ دیا اب آپ مالک ہیں۔ میمون نے کہا سچ ہے طوطا کہنے لگا مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم ہے بی بی جی نے ایک نوجوان یا رکھوا۔ اُسکے واسطے وہ مرقی تھی اس بات کے سنتے ہی وہ تاب نہ لاسکا ایک ہی تلوار میں تجھ سے کام تمام کیا قصہ میمون اور تجھ سے کا تمام ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ چھوٹ بھج کہنے والا جانے اللہ تعالیٰ نے جیسی میری حرمت رکھی ویسی ہی سب کی رکھے۔ آمین

ہر ایک قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز ناچران کتب لاہور

چھوک مٹی سچید پو بڈنگ

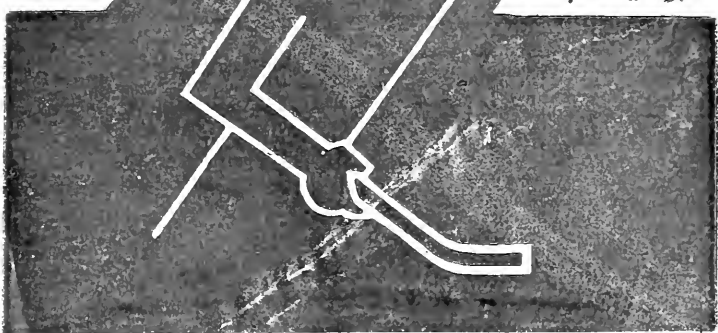


# در کتاب با نصاب کورس (۱)

## یہ کتاب ایسے لوگوں کیلئے مفید ہے

جو پہلے سن یا دھڑک رہی ہیں یا در کتاب میں نہ کر  
 آپس میں قانع ہو کر چلنے والے ہیں یا نہ کر  
 علم حاصل کرنے کی فکر نہ کر رہے ہیں  
 اس کتاب کا مقصد  
 وہ لوگ کیلئے در کتاب میں

در کتاب کا مقصد ایسی کتابیں لکھنے کے لئے ہے جس اور  
 آپس میں قانع ہو کر چلنے والے ہیں یا نہ کر  
 علم حاصل کرنے کی فکر نہ کر رہے ہیں  
 اس کتاب کا مقصد  
 وہ لوگ کیلئے در کتاب میں



جس میں بہت سی چیزیں ہیں جو اب تک کتاب میں نہ تھیں







T 8a

PK  
6550  
T818  
1801